محمد ذکوان ندوی

محبت رسول: اہمیت اور تقاضے

سلام اُس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی — سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اُس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سکھلائے — سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں — سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اُس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی — سلام اُس پر ابو سفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں — سلام اُس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں
سلام اُس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے — سلام اُس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی، نہ سونا تھا — سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا — سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اُس پر جو امت کے لیے راتوں کو روتا تھا — سلام اُس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اُس پر جو دنیا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے — سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیّت ہے
سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی — سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اُس کے شیدائی — الٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت، اوجِ دارائی
سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں — بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
سلام اُس ذات پر کہ جس کے یہ پریشاں حال دیوانے — سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے
درود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل وجاں ہے — درود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

درود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی　　درود اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اُس پر کہ جس کے تذکرے ہیں پاک بازوں میں　　درود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اُس پر، جسے شمعِ شبستانِ ازل کہیے　　درود اُس پر، ابد کی بزم کا جس کو کنول کہیے
درود اُس پر، بہارِ گلشن عالم جسے کہیے　　درود اُس ذات پر فخر بنی آدم جسے کہیے
رسولِ مجتبیٰ کہیے، محمد مصطفیٰ کہیے　　وہ جس کو ہادیِ 'دَعْ مَا کَدِرْ، خُذْ مَا صَفَا' کہیے

ایمان بالرسالت اور محبت رسول کی تجدید

ماہر القادری (وفات: ۱۹۷۸ء) کا یہ کلام سادہ اسلوب میں گویا سیرت رسول کا ایک بہترین خلاصہ ہے۔ ضرورت ہے کہ آج ہر طرح کے تعصب، بے روح 'مذہبیت'، فنی اور رسمی قسم کے نظام تعلیم و تعلم اور ہر قسم کی متعصبانہ گروہ پرستی سے بلند ہو کر ہماری مجلسوں، اداروں اور مسجدوں میں درود وسلام کی یہ صدا پھر اُسی انداز میں گونج اٹھے، جس طرح وہ آج کے اِس ماحول سے پہلے ہر طرف گونجتی تھی۔ آج کے مادی اور الحادی ماحول میں ضرورت ہے کہ نوجوانان ملت کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچے تعلق کی دبی ہوئی چنگاری کو ایک بار پھر سے شعلہ زن کر دیا جائے کہ:

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر　　مدت سے اِسے دورِ زماں میٹ رہا ہے!

اِس کے لیے ضروری ہو گا کہ ذکر و دعا اور صلوٰۃ وسلام کے اعتبار سے، یوم جمعہ کی خصوصی اہمیت کی بنا پر (کنزالعمال، رقم ۲۱۰۳۷) اِس دن خاص طور پر اپنے گھروں اور مسجدوں میں منعقد تذکیری اور تربیتی مجالس کے دوران میں سنجیدہ و باادب انداز میں حمد و نعت پر مبنی کلام اور کثرت صلوٰۃ وسلام کا اہتمام کیا جائے۔ اِس طرح عام طور پر لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کے پاکیزہ اور فطری جذبات پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اِس قسم کے دعوتی اور تذکیری حلقے گویا ایمان بالرسالت کی تجدید کے ہم معنی ثابت ہوں گے۔

امید ہے کہ اِس سے دل کی ویران کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوں گی اور اُن میں اللہ اور رسول کی محبت و حرارت پیدا ہو گی۔ یہ دین کا منشا اور ایمان کا اولین تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہل ایمان کا سچا تعلق قائم ہو۔ آپ کے ساتھ یہ زندہ تعلق دلوں میں ایمان کی روح پھونکنے کا بہترین ذریعہ، آپ کے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اسوۂ حسنہ، آپ کے لائے ہوئے دین سے وابستگی اور موجودہ مادی اور الحادی طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک تازہ دم فوج (سپاہ تازہ) کی حیثیت رکھتا ہے:

سپاہِ تازہ بر انگیزم از ولایت عشق   کہ در حرم خطرے از بغاوتِ خرد است!

''عقل کی بے باکی اور سرکشی کی بنا پر حرم کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا اِس طوفان سے مقابلہ کرنے کے لیے ہم مملکت عشق سے جنوں کی ایک تازہ دم فوج لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔''

سچی محبت اور وقتی جذباتیت میں فرق

محبت رسول کے اِس پاکیزہ جذبے کا اُس پر شور ''جذباتیت'' سے کوئی تعلق نہیں جس کے بعض مظاہر ہمارے ہاں اکثر ''حب رسول'' کے نام پر خود آپ اور آپ کے لائے ہوئے دین و پیغام کی بدنامی کا سبب بنتے رہے ہیں۔ حب رسول ایک انتہائی سنجیدہ نوعیت کا معاملہ ہے۔

حب رسول وہی ہے جو اپنے ذہنی اور قومی مفروضات کے بجاے خود رسول کے بتائے ہوئے ارشادات کے مطابق ہو۔ اِس بات کو سمجھنے کے لیے ہمیں قرآن کی سورۂ توبہ (۹) کی آیت ۲۴، اور سورۂ احزاب (۳۳) کی آیت ۲۱ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیے۔ اِس میں بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی پسند و ناپسند اور اُن کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا معیار بنائیں۔ وہ اُنھیں اپنے ماں باپ، مال و اولاد، تمام محبوب اشیا اور تمام محبوب افراد و شخصیات سے زیادہ محبوب سمجھیں۔ وہ اُنھیں ہر دوسری محبت اور اپنے تمام مادی، نفسانی اور دنیوی تقاضوں پر ترجیح دیں۔

محبت الٰہی اور محبت رسول

اللہ اور رسول کی محبت کے درمیان اِس طرح کی قانونی تقسیم درست نہیں کہ اللہ کی نسبت سے جو چیز مطلوب ہے، وہ محبت ہے، اور رسول کی نسبت سے جو چیز مطلوب ہے، وہ محض آپ کا اتباع ہے۔ محبت کے بغیر نہ اتباع ممکن ہے اور نہ دین میں ایسے میکانکی اتباع کی کوئی اہمیت ہے جس میں محبت کا جذبہ کار فرما نہ ہو۔ اپنی اصل کے اعتبار سے، اللہ اور رسول کی محبت گویا ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

اصل یہ ہے کہ ہم آپ کو ''محمد بن عبد اللہ'' کے بجاے ''محمد رسول اللہ'' مانتے ہیں۔ اللہ رب العٰلمین سے آپ کا یہی مخصوص تعلق اِس بات کا متقاضی ہے کہ ہم آپ سے محبت کریں۔ اللہ سے محبت رب العٰلمین

سے محبت ہے اور رب العٰلمین سے محبت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ اُس کے فرستادہ و پیغمبر سے محبت کی جائے۔ رسول سے یہ محبت کسی مجرد بنیاد پر نہیں ہوتی، بلکہ اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی کی وجہ سے قائم ہوتی ہے۔ حب رسول، دراصل حب خداوندی ہی کا ایک فطری تقاضا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

أحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِه، وأحِبُّوْني بِحُبِّ الله، وَأحِبُّوا اَهْلَ بَيْتي لِحُبِّي. (ترمذی، رقم ۳۷۸۹)

”اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اُن نعمتوں کی وجہ سے جو اُس نے تمھیں عطا فرمائی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو، اور میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو۔“

اِس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے حافظ ابن قیم (وفات: ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وكلّ محبَّة وتعظيم للبشر، فإنّما تجوز تبعاً لمحبة الله وتعظيمه كمحبة رسوله وتعظيمه، فإنّها من تمام محبّة مرسله وتعظيمه، فإن أمته يحبونه لحبّ الله له ويعظّمونه ويجلّونه لإجلال الله له، فهي محبَّة لله من مُوجبات محبّة الله وكذلك محبّة أهل العلم والإيمان ومحبة الصّحابة رضي الله عنهم وإجلالهم تابعٌ لمحبة الله ورسوله لهم. والمقصود أن النَّبِي صلى الله عليه وسلم ألقى الله سبحانه وتعالى عليه منه المهابة والمحبة. ولكلّ مؤمن مخلص حظّ من ذلک. (جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام ۱۸۷)

”انسان کی ہر محبت و تعظیم اللہ کی محبت و تعظیم کے تابع ہو گی۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم درحقیقت آپ کو مبعوث کرنے والے پروردگار سے محبت کی بنا پر ہے۔ لہٰذا امت کے افراد جو آپ سے محبت رکھتے، وہ اللہ ہی کی وجہ سے محبت رکھتے، اور آپ کی جو قدر و منزلت کرتے، وہ اللہ کی محبت اور اُس کی عظمت ہی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اہل علم و ایمان اور صحابہ سے محبت کا سبب بھی یہی ہے۔ یہ سب اللہ اور رسول کی محبت کے تابع ہے۔ غرض، اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عظمت و محبت کا ایک بڑا حصہ عنایت کیا ہے۔ نیز ہر سچے اور مخلص مومن کو بھی اِس میں سے ایک حصہ عطا فرمایا گیا ہے۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اطاعت رسول کی اہمیت

اِس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے استاذ جاوید احمد غامدی تحریر فرماتے ہیں:

”نبی کو نبی مان لینے کا لازمی نتیجہ ہے کہ خدا کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنی کتاب میں خود واضح فرمادی ہے کہ نبی صرف عقیدت ہی کا مرکز نہیں، بلکہ اطاعت کا مرکز بھی ہوتا ہے۔ وہ اِس لیے نہیں آتا کہ لوگ اُس کو نبی اور رسول مان کر فارغ ہو جائیں۔ اُس کی حیثیت صرف ایک واعظ و ناصح کی نہیں، بلکہ ایک واجب الاطاعت ہادی کی ہوتی ہے۔ اُس کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں جو ہدایت وہ دے، اُس کی بے چون و چرا تعمیل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ. (النساء ۴: ۶۴)

”اِنھیں بتاؤ کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے، اِسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اُس کی اطاعت کی جائے۔“

اِس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ براہ راست معاملہ نہیں کرتا۔ وہ اپنی ہدایت نبیوں اور رسولوں کی وساطت سے دیتا ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اصلی مقصود تو خدا کی اطاعت ہے، مگر اِس کا طریقہ ہی یہ ہے کہ اُس کے نبیوں کی اطاعت کی جائے۔...

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لہٰذا یہ اطاعت کوئی رسمی چیز نہیں ہے۔ قرآن کا مطالبہ ہے کہ یہ اتباع کے جذبے سے اور پورے اخلاص، پوری محبت اور انتہائی عقیدت و احترام سے ہونی چاہیے۔ انسان کو خدا کی محبت اِسی اطاعت اور اِسی اتباع سے حاصل ہوتی ہے:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ. (آل عمران ۳: ۳۱)

”اِن سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہوں کو بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔“ (میزان ۱۴۸-۱۴۹)

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بار بار 'اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ' (النساء ۴: ۵۹۔ النور ۲۴: ۵۴) کہہ کر اللہ اور رسول کی اطاعت کا ایک ساتھ حکم فرمایا اور رسول کی اطاعت کو خود اللہ کی اطاعت (النساء ۴: ۸۰) قرار دیا ہے۔ اِسی طرح آپ نے واضح طور پر فرمایا ہے:

مَن أطاعني فقد أطاع الله، ومَن

”جس نے میری اطاعت کی، اُس نے اللہ کی

عصاني فقد عصى الله. (بخاری، رقم ۷۱۳۷) | اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اُس نے براہ راست اللہ رب العٰلمین کی نافرمانی کا ارتکاب کیا۔“

چنانچہ خود اللہ کے پیغمبر کی زبان سے اہل ایمان کو اِس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو اُنھیں اِس محبت الٰہی کے حصول اور اِس دعوے کے ثبوت کے لیے دین کی پیروی اور رسول کے اتباع کا طریقہ لازماً اختیار کرنا ہو گا (آل عمران ۳: ۳۱)۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لا يؤمن أحدُكم حتى يكون هواه تَبَعاً لِما جئتُ به. (الاربعین ۴۱)[1] | ”تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا، جب تک اُس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع فرمان نہ ہو جائیں۔“

ایمان اور محبت رسول کے مابین تعلق پر مبنی چند پیغمبرانہ ارشادات و واقعات ملاحظہ فرمائیں:

☆ عَنْ أنسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ حَتَّى أكُونَ أحَبَّ إلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أجْمَعِين“. (مسلم، رقم ۴۴)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کی اولاد، اُس کے والد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

☆ عَنْ أبِي هريرة و عن أ نَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”والذي نفسي بيده، لَا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ حَتَّى أكُونَ أحَبَّ إلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ [ومِنْ أهلِه وَمالِه] وَالنَّاسِ أجْمَعِين“. (بخاری، رقم ۱۴-۱۵۔ فتح الباری ۱/ ۸۲)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ

---

[1] امام نووی (وفات: ۶۷۶ھ) نے اِس روایت کو نصر بن ابراہیم مقدسی (وفات: ۴۹۰ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے اِسے حسن صحیح قرار دیا ہے: 'وقال النووي: حديث حسن صحيح، رويناه في كتاب ”الحجّة على تارك المحبّة“۔ نصر بن إبراهيم المقدسي-بإسناد صحيح' (فتح الباری ۱۳/ ۲۸۹)۔

اُس کا یہ حال نہ ہو جائے کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والدین، اُس کے آل واولاد، اُس کے مال و منال، غرض تمام محبوب چیزوں اور تمام محبوب افراد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔‘‘

☆عَنْ أنسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’لا يجد أحدٌ حلاوةَ الإيمان، حتىّ يُحِبَّ المرءُ لا يحبُّه إلا لله، وحتىّ أن يُقذَفَ في النارِ أحبُّ إليه مِنْ أن يَرجِعَ إلى الكفرِ بَعدَ إذ أنقذه اللهُ، وحتىّ يكونَ اللهُ ورسولُه أحبُّ إليه ممّا سِواهما‘‘. (بخاری، رقم ۶۰۴۱۔ مسلم، رقم ۱۶۵)

’’کوئی شخص اُس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتا، جب تک وہ کسی شخص سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے؛ اور ایمان کے بعد دوبارہ کفر کی طرف پھر جانے سے، آگ میں ڈال دیا جانا اُس کو محبوب ہو، مگر کفر میں جانا اُس کو پسند نہ ہو؛ اور جب تک دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں، اللہ اور رسول اُس کو زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔‘‘

☆عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِشَامٍ رضي اللهُ عنه قَالَ: كُنّا مَعَ النبِيّ صلى الله عليه وسلم، وَهوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَه عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لأنتَ أحبُّ إليَّ مِنْ كُلِّ شَيءٍ إلاَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النبِيّ صلى الله عليه وسلم: ’’لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِه، حَتّٰى أكُوْنَ أحبَّ إلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ‘‘. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فإنّه الآنَ، وَ اللهِ، لَأنتَ أحبُّ إليّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النّبِي صلى الله عليه وسلم: ’’الآنَ يَا عُمَرُ!‘‘. (بخاری، رقم ۶۶۳۲)

’’عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اِس پر آپ نے فرمایا: نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (تم اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے)، یہاں تک کہ میں تمھیں اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ انھوں نے عرض کیا: اے خدا کے رسول، اللہ کی قسم، اب مجھے آپ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے عمر، اب تمھاری محبت کامل ہوئی ہے۔‘‘

☆سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا:

كان و الله، أحبَّ إلَيْنا مِن أموالنا، وأولادِنا، وآبائنا، وأمّهاتِنا، ومِن الماءِ البارِدِعلى الظَّمَأُ.

(المناہل، السیوطی ۹۵۷۔الشفا، القاضی عیاض ۴۹۷)

”خدا کی قسم، آپ ہمارے مال واولاداور ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہمیں محبوب،اور حالت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ مرغوب تھے۔“

ذکر الٰہی اور ذکر رسول

یہاں ذکر رسول سے ہماری مراد تذکیر ودعوت کے دوران میں رسول اور اصحابِ رسول کی سیرت واخلاق، آپ کے اسوۂ حسنہ کا بیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے حلقے ہیں۔اپنی اصل کے اعتبار سے، ذکر رسول اور ذکر الٰہی، دونوں ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ذکر الٰہی اگر اس لیے مطلوب ہے کہ اللہ ہمارا خالق ومالک اور منعم وکارساز ہے تو اتباع رسول کے جذبے سے آپ کی سیرت واخلاق کا ذکر وبیان اللہ سے آپ کے اِسی مخصوص تعلق کی بنا پر مطلوب ہوگا۔یہ صرف اللہ کا رسول ہے جو ہمارے اور اللہ کے درمیان وسیلۂ ایمان ومعرفت ہے۔اب آپ کی پیروی اور آپ ہی کی سیرت کے ذریعے سے ایک شخص ایمان باللہ اور اُس کی حقیقی معرفت ومحبت حاصل کرسکتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

محبت رسول یا اتباع رسول

اِس معاملے میں اتباع اور محبت کا سوال بھی محض ایک کلامی نوعیت کی چیز ہے۔اللہ اور رسول کی محبت جب اپنی اصل مطلوب صورت میں پیدا ہو جائے تو پھر اس کے بعد اس قسم کا تکنیکی سوال درست نہیں کہ رسول کی نسبت سے جو چیز مطلوب ہے، وہ اُس کی محبت ہے یا صرف اتباع؟ اللہ کے رسول سے سچی محبت اور تعلق کے بعد اُس کی محبت اور اتباع میں فرق کرنا بے معنی ہوگا۔

محبت گہرے قلبی تعلق (emotional attachment) کا نام ہے،اور اس طرح کے سچے قلبی تعلق کے بعد کسی انسان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے محبوب کی نافرمانی کرے اور اُس کی پیروی کے معاملے میں سنجیدہ نہ ہو۔چنانچہ مشہور قول ہے: ’كُلّما ازْداد الحبُّ، زادتِ الطاعات‘ (محبت میں جس قدر اضافہ ہوگا،اطاعت میں اُسی قدر اضافہ ہوتا جائے گا)۔امام شافعی (وفات: ۲۰۴ھ) نے اپنے ایک شعر میں اِس

حقیقت پر بہت خوب روشنی ڈالی ہے:

لوکان حبُّك صادقًا، لأطعتَه

إنّ المُحبَّ لِمَنْ يُحبُّ مُطيعٌ

''اگراللہ اور رسول سے تمھاری محبت سچی ہو تو تم اُن کی اطاعت ضرور کروگے۔اِس لیے کہ ایک محبت کرنے والا شخص اپنے محبوب کافرماں بردار ہوا کرتا ہے۔''

چنانچہ تیسری صدی کے ایک مشہور عالم ابو سلیمان دارانی (وفات: ۲۱۵ھ) نے فرمایا کہ لوگوں نے جب محبت کا دعویٰ کیا تو اُن کے اِس دعوے کو جانچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے 'آیت محبت' (آل عمران ۳: ۳۱) کو ایک معیار کے طور پر نازل فرمادیا ('لمّا ادّعت القلوبُ محبّةَ الله تعالى، أنزل اللهُ لها مِحْنةً' مدارج السالکین، ابن القیم ۳/ ۲۲)۔

'آیت محبت' کا مفہوم

اِس معاملے میں سورۂ آل عمران کی آیت 'قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ' (۳: ۳۱) کے حوالے سے یہ کہنا درست نہیں کہ رسول کی صرف پیروی مطلوب ہے، محبت مطلوب نہیں۔اِس آیت میں محبت کی تعریف (definition) یا اُس کے تمام حدود بیان نہیں کیے گئے ہیں، بلکہ یہاں محبت کا اصل تقاضا بیان کیا گیا ہے۔آیت میں انسان کی نسبت سے مطلوب فطری جذبات محبت کی نفی ہرگز نہیں۔ایسا سمجھنا انسان اور محبت، دونوں کی تصغیر کے ہم معنی ہوگا۔

اِسی طرح آیۂ زیر بحث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رسول کی یہ اتباع، محبت سے خالی اور جذبات سے عاری ہو۔ آیت میں جس بات کی تاکید کی گئی ہے، وہ بے روح قسم کی کوئی جامد تقلید یا ظاہر دارانہ دین داری نہیں، بلکہ اتباع رسول کا حقیقی ثبوت دے کر رسول سے اپنے دعواے محبت کی تصدیق کرنا ہے۔اصل یہ ہے کہ جو اطاعت طوعاً ہو، وہی مطلوب ہے، کرہاً کی جانے والی اطاعت، جس میں قلبی تعلق شامل نہ ہو، وہ اطاعت نہیں، بلکہ صرف بے روح 'مذہبیت' ہے جو خدا کے یہاں مقبول نہیں۔

خدا کے دین میں ایسا ایمان باللہ اور ایمان بالرسول جس میں قلبی تعلق کارفرما نہ ہو، اکثر حالات میں محض ظاہر داری کے ہم معنی ہوا کرتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا حقیقی تعلق اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا، جب تک اِس کی بنیاد دو چیزوں پر نہ ہو ـــــ ایمان، اور اطاعت۔اور اطاعت وہی ہے جو طوعاً ہو،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نہ کہ کرہاً، یعنی قلبی تصدیق اور دل کی پوری رضامندی کے ساتھ، جس میں جبر و اکراہ شامل نہ ہو۔ اِس روح سے خالی تصور اطاعت صرف ایک ایسا مبتدعانہ تصور ہوگا جو کتاب و سنت میں سر تا سر اجنبی ہے (ملاحظہ فرمائیں: تزکیۂ نفس، امین احسن اصلاحی)۔

احیاے سنت اور اتباع رسول: تقاضاے محبت

قرآن میں اِس بات کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے کہ اہل ایمان دعوت و اقامت دین کی راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بن کر نہ صرف پوری طرح آپ کا ساتھ دیں، بلکہ اللہ کے پیغمبر کی حیثیت سے وہ آپ کی بھرپور تعظیم و توقیر کا طریقہ اختیار کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا. لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا. (الفتح ۴۸: ۸-۹)

”اے پیغمبر، ہم نے تم کو گواہی دینے والے، خوش خبری پہنچانے والے اور آگاہ و خبردار کرنے والے کی حیثیت سے مبعوث کیا ہے تاکہ، (اے لوگو)، تم اللہ کے رسول پر سچا ایمان لاؤ اور رسول (کے مشن میں اُس) کا ساتھ دو، اُس کی بھرپور تعظیم اور توقیر کرو، اور اِس طرح تم صبح و شام اللہ کی خوب تسبیح بیان کرتے رہو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ ایک لازمی تقاضا ہے کہ آدمی آپ کی سیرت و اخلاق، آپ کی لائی ہوئی دعوت کے ابلاغ اور احیاے سنت کے لیے بھرپور کوشش کرتے ہوئے آپ کی زندگی کو اپنی زندگی اور آپ کی ایمانی اور اخلاقی دعوت کو اپنا مشن بنائے (’حبُّ النبي صلى الله عليه وسلم يُوجِبُ السعيَ إلى إحياءِ سنّته، والحِفاظَ على دعوته‘)۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک ساتھی انس بن مالک کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

مَن أحيا سنّتي فقد أحبّني، ومَن أحبّني، كان معي في الجنة. (ترمذی، رقم ۲۶۰۲)

”جس نے میری سنت اور میری تعلیمات کو زندہ کیا، اُس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

حافظ ابن قیم (وفات: ۷۵۱ھ) علم دین کی دعوت و اشاعت کے متعلق فرماتے ہیں:

...ولولم يكن في تبليغ العلم عنه إلاحصولُ ما يحبُّه صلى اللّٰهُ عليه وسلم، لكفٰى به فضلاً. ومعلومٌ أنه لا شيء أحبُّ إلٰى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰهُ عليه وسلم من إيصاله الهدىٰ إلى جميع الأمة، فالمبلّغ عنه مسارعٌ في حصولِ محبته، فهو أقربُ الناسِ منه وأحبّهم إليه، وهو نائبه وخليفته في أمته، وكفىٰ به فضلاً وشرفًا للعلم وأهله.(مفتاح دارالسعادة ۲۷۹)

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملے ہوئے علم کی اشاعت سے آپ کے پسندیدہ عمل پر کاربند ہونے کے سوااور کوئی مقصد نہ ہوتا، جب بھی یہ اُس کی اہمیت کے لیے کافی تھا۔ یہ ایک معلوم بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اِس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی کہ اللہ کی ہدایت تمام امت دعوت و اجابت تک پہنچ جائے۔ لہٰذا پیغمبرانہ علم کو پہنچانے والا آدمی عملاً اُس کی محبت کے حصول میں کوشاں ہے۔ چنانچہ ایسا شخص سب سے زیادہ قریب اور محبوب تر ہوگا۔ وہ گویا امت میں آپ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ لہٰذا یہی ایک بات علم نبوت اوراُس کے حامل افراد کے فضل وشرف کے لیے کافی ہے۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

صحابہ وتابعین کی زندگی میں جذباتی تعلق کی مثالیں

انسان عقلی اور جذباتی وجود (emotional being)، دونوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جذبہ اگر اپنے فطری دائرے میں ہو تو وہ نہ صرف ایک مطلوب چیز ہے، بلکہ وہ انسان کے لیے اُس کے خالق کی طرف سے استثنائی قسم کے ایک عظیم عطیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسان کا یہی جذباتی وجود ہے جس سے وہ رحمی اور خاندانی رشتے وجود میں آتے ہیں جن کے بغیر دنیا کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جذبات کا یہی وہ قیمتی بندھن ہے جس نے انسان کو حیوان سے بالکل ممتاز کر دیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی بنا پر ادب و آرٹ اور رنگ و جمال کا ایک فردوس حسن و معنی یہاں آباد دکھائی دیتا ہے۔ صحابہ وتابعین کے واقعات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اطاعت کے ساتھ آپ سے قلبی اور جذباتی تعلق ایمان بالرسول کے بالکل ایک فطری

اور بدیہی تقاضے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس سلسلے میں چند ارشادات و واقعات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

جاءَ رجلٌ إلى النبيّ صلَّى اللهُ عليْهِ وسلَّمَ فقالَ: يا رسولَ اللهِ، إنَّكَ لأحبُّ إليَّ من نفسي وإنَّكَ لأحبُّ إليَّ من ولدي. وإنّي لأكونُ في البيتِ فأذْكرُكَ، فما أصبرُ حتَّى آتي فأنظُرَ إليْكَ. وإذا ذكرتُ موتي وموتَكَ عرفتُ أنَّكَ إذا دخلتَ الجنَّةَ، رفعتَ معَ النَّبيِّينَ وأنّي إذا دَخلتُ الجنَّةَ، خَشيتُ أن لا أراكَ. فلم يردَّ عليْهِ النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليْهِ وسلَّمَ شيئًا، حتَّى نزلَ جبريلُ بِهذِهِ الآية: "وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ" الخ.

(المعجم الکبیر، الطبرانی، رقم ۱۲۵۵۹)

"اصحاب رسول میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول، آپ مجھے میری جان اور میرے اہل و عیال سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آتا اور آپ کا دیدار کر لیتا ہوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کی وفات کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ وہاں جنت میں آپ انبیا کے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہاں میں آپ کا دیدار نہ کر سکوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے: 'وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا' (النساء ۴: ۶۹)۔"

☆ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

أنَّ رَجُلًا سَأَلَ النبي صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: "وَمَاذَا أَعْدَدْتَ

"ایک صاحب (ذوالخویصرہ یمانی یا ابوموسیٰ اشعری) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

لَهَا". قَالَ: لا شيءَ، إلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ ورَسولَه صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ. فَقَالَ: "أَنْتَ مع مَن أَحْبَبْتَ". قَالَ أَنَسٌ: فَما فَرِحْنَا بشيءٍ، فَرَحَنَا بقَوْلِ النبيِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ: "أَنْتَ مع مَن أَحْبَبْتَ". قَالَ أَنَسٌ: فأَنَا أُحِبُّ النبيَ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ وأَبا بَكْرٍ، وعُمَرَ، وأَرْجُو أَنْ أَكُونَ معهُمْ بحُبِّي إيَّاهُمْ، وإنْ لَمْ أَعْمَلْ بمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. (بخاری، رقم ۳۶۸۸)

ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: کچھ بھی نہیں، سوا اِس کے کہ میں اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمھارا حشر بھی اُنھی کے ساتھ ہو گا جن سے تمھیں محبت ہے۔ سیدنا انس کہتے ہیں کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی اور بات سے بھی نہیں ہوئی، جتنی آپ کا یہ ارشاد سن کر ہوئی کہ تمھارا حشر انھی کے ساتھ ہو گا جن سے تمھیں محبت ہے۔ سیدنا انس فرماتے ہیں کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور اُن سے اپنی اِس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر بھی اُنھی کے ساتھ ہو گا، اگرچہ میں اُن جیسے عمل نہ کر سکا۔"

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس سوال پر کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ سائل نے عرض کیا: میرے پاس اِس کے لیے بہت ساری نمازیں اور روزے اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات تو نہیں ہے، البتہ میں اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ اِس پر آپ نے فرمایا: تم اُس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو: 'قَالَ: ما أَعْدَدْتَ لَهَا قالَ: ما أَعْدَدْتُ لَهَا مِن كَثِيرِ صَلَاةٍ ولَا صَوْمٍ ولَا صَدَقَةٍ، ولَكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ ورَسولَهُ، قالَ: أَنْتَ مع مَن أَحْبَبْتَ' (بخاری، رقم ۶۱۷۱۔ مسلم، رقم ۲۶۳۹)۔

☆ غزوۂ احد (۳ھ) کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو دینار کی ایک خاتون (سُمَیراء بنت قیس) کے اہل خانہ میں سے تین افراد (باپ، بھائی اور شوہر) اِس غزوے میں شہید ہو گئے۔ اُس کو جب یہ خبر دی گئی تو انھوں نے پوچھا: 'فما فعل رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟' (یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیسے ہیں)؟۔ اُنھیں بتایا گیا کہ آپ بخیر و عافیت ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس پہنچیں اور آپ کو دیکھ کر عرض کیا: ’كُلُّ مصيبةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ، يارسولَ الله‘، ”آپ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے، اے اللہ کے رسول“ (السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۳/ ۵۱)۔

☆عن ابْنِ سِيْرِين قال: قلتُ لِعُبَيْدَة: عندَنَا مِنْ شَعْرِ النبيّ صلى الله عليه وسلم، أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أنسٍ، أومِنْ قِبَلِ أَهْلِ أنسٍ، فَقَالَ: لأن تَكُوْنَ عِندِي شَعْرَةٌ مِنه أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدنيَا وَمَا فِيْهَا. (بخاری، رقم ۱۶۸۔ احمد، رقم ۱۳۷۱۰)

”محمد بن سیرین تابعی (وفات: ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ جب میں نے (مشہور تابعی) عبیدہ بن عمرو سلمانی (وفات: ۷۲ھ) کو بتایا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موے مبارک موجود ہیں، جنھیں ہم نے سیدنا انس، یا اُن کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اگر ان میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے دنیا کی ساری نعمتوں سے کہیں زیادہ محبوب ہوتا۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

امام ذہبی (وفات: ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ سیدنا عبیدہ کا یہ قول کمال محبت کا ایک عجیب نمونہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک موے مبارک کو ساری دنیا میں موجود سونے چاندی کے خزانوں پر ترجیح دی جائے (’هذا القولُ مِن عبيدة هو معيارُ كمالِ الحُبِّ، وهوأن يُؤثر شعرة نبوية علىٰ كلِّ ذهبٍ وفضَّةٍ بأيدي النّاس‘۔ سیر اعلام النبلاء ۴/ ۴۲)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی محبت اور آپ سے یہی جذباتی تعلق ہے جسے بعد کے اہل ایمان کی نسبت سے خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ”مِنْ أشدِّ أمتي لي حُبًّا، ناسٌ يكونون بعدي، يود أحدُهم لو رآني بأهله وماله“. (مسلم، رقم ۲۸۳۲)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مجھ سے شدید محبت والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ اُن میں سے ایک شخص کی بہترین آرزو یہ ہوگی کہ کاش، وہ اپنا تمام مال و دولت اور اپنے اہل و عیال سب کو قربان کر کے میرا دیدار کر سکے۔“

صحابہ و تابعین کے مذکورہ واقعات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا

ہے کہ مومن کوئی بے روح مشینی مخلوق نہیں کہ وہ جامد انداز میں ایک عمل کو دہراتا رہے۔ مومن ایک زندہ انسان ہوتا ہے، اور ایک ایسا انسان کبھی محبت و جذبات سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یہ تابعین اور اصحاب، بلاشبہ اتباع رسول کے راستے پر گام زن تھے، مگر اِسی کے ساتھ وہ آپ کی محبت میں سرشار، آپ کی سلامتی کے لیے بے چین، نیز آپ اور آپ سے منسوب ہر چیز کے لیے سراپا اشتیاق رہا کرتے تھے۔

خلاصۂ کلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان بالرسول کا وہ بدیہی تقاضا ہے جو آپ کی نسبت سے ایک سچے مومن کے اندر فطری طور پر موجزن ہوا کرتا ہے۔ میڈیا سنامی کے اِس دور میں، جب کہ عام طور پر 'بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ' (الحج ۲۲: ۸) کے مصداق، بہت سے 'مذہبی' اور غیر 'مذہبی' فلسفہ و افکار کی اشاعت دن رات جاری اور اُن کے بانی علما و مفکرین سے ایسی والہانہ محبت اور عقیدت کا ثبوت دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ اور رسول کا حصہ ہے (البقرہ ۲: ۱۶۵)۔

اِس صورت حال میں ضرورت ہے کہ ہر قسم کی گروہ بندی اور مسلک پرستی سے بلند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی تعلق قائم ہو اور ہر جگہ آپ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کا اِس کثرت کے ساتھ تذکرہ کیا جائے کہ وہی وقت کا غالب موضوع بن کر تمام فلسفہ ہاے حیات پر چھا جائے۔

ایمان و محبت کی اِس عظیم دعوتی اور ربانی مہم کو عمومی بنانے کے لیے ضروری ہو گا کہ ہر جگہ تذکیر بالقرآن، سیرت نبوی اور اُسوۂ صحابہ کے سنجیدہ دعوتی اور تربیتی حلقے قائم کیے جائیں۔ آپ کی سنت اور آپ کی سیرت سے بڑھ کر کوئی 'فکر و فلسفہ' اور آئیڈیالوجی (ideology) نہیں جو انسانیت کے لیے حیات بخش ثابت ہو۔ شخصی 'آئیڈیالوجی' اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے اکثر 'خیال پرستی' ہوا کرتی ہے، وہ وحی الٰہی پر مبنی کوئی نظریۂ حیات نہیں۔ لہٰذا خدا کی کتاب اور اُس کے پیغمبر سے بڑھ کر دوسری اور کوئی چیز نہیں جو ہمارے لیے محبت و اتباع کا مرکز اور ربانی ہدایت کا مستند خدائی ماخذ بن سکے۔

[لکھنؤ، ۹/ اگست ۲۰۲۲ء، یوم عاشوراء، ۱۴۴۴ھ]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com